شمائل الاتقیاء ۔

از حضرت رکن الدین دبیر عماد کاشانی ؒ ایک مختصر جائزہ

مسعود انور علوی
سابق صدر شعبہ عربی و سابق ڈین فیکلٹی آف آرٹس
مسلم یونیورسٹی ۔ علی گڑھ

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے تصوف و عرفان کے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے فیضان کی تعلیمات کو ملک کے طول و عرض میں عام کرنے کی خاطر اپنے مسترشد اور خلیفہ خاص حضرت شیخ منتجب الدین زرزری زر بخش قدس سرہ کو سات سو باکمال مریدین و خلفاء کے اہل خاندان کے ساتھ دکن روانہ فرمایا ۔ راہ خدا کے ان سالکین و طالبین کے پاس شیخ قدس سرہ کے ارشاد پر عمل کے توکل علی اللہ کے سوا کوئی زاد راہ نہ تھا جب ۷۰۹ھ کو حضرت زرزری زربخش کا وصال ہوگیا تو حضرت محبوب الٰہی نے اپنے کشف باطنی سے معلوم کر کے خلیفہ ان کے حقیقی بھائی حضرت برہان الدین غریب سے دریافت فرمایا کہ تمہارے بھائی کتنے برس کے تھے ۔ حضرت غریب نے اپنی فراست سے اس ارشاد کے معنی سمجھ لیے چنانچہ بھائی کا غم منایا اگلے روز حضرت محبوب الٰہی بھی ان کے پاس بغرض تعزیت تشریف لائے تھے ۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد حضرت ؒ نے حضرت غریب کو خرقہ

خلافت عطا فرما کر اپنے مریدین و خلفاء کی بڑی تعداد کے ساتھ جنوبی ہند کو روانہ فرمایا۔
حضرت غریب جب خلد آباد تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ بھی ۷۰۰ اصحاب تھے چنانچہ ان
سب کی یادگار مسجد چہار دہ صد اولیاء مسجد ہے۔ ۷۲۵ھ میں حضرت محبوب الٰہی کے وصال کے
بعد آپ کے مریدین و مسترشدین کی ایک بڑی تعداد، اور متوسلین، دہلی کے سیاسی سماجی تہذیبی و ثقافتی
حالات کی ابتری کی بنا پر دکن کو آباد ہو گئی۔ حضرت خواجہ سید زین الدین داؤد شیرازی، امیر حسن
علا سنجری، یوسف حسینی والد بزرگوار حضرت بندہ نواز، خواجہ غریب، لعل خواجہ رکن الدین
دبیر عماد کاشانی وغیرہم ہمدان کا گھرانہ ان مہاجرین میں ممتاز تھے۔
حضرت عماد کاشانی رکن الدین ہجرت کے وقت نوجوان تھے لیکن تحصیل علم کا مشغول تھے یہاں آ کر انھوں
نے درس کے سلسلہ کو پورے انہماک سے جاری رکھا اور خواجہ سید زین الدین شیرازی (۷۷۱ھ)
شاگرد رشید مولانا کمال الدین سامانہ سے تکمیل علم فرمائی۔ ۷۳۲ھ میں خواجہ کاشانی موصوف
حضرت غریب کے حلقہ ارادت و ارشاد میں باقاعدہ داخل ہوئے ہمدان کا تمام خاندان بکثرت
دوست و احباب وغیرہ بھی جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی ان کے دامن فیض و ارادت
سے وابستہ ہوئی۔ حضرت غریب کے کمالات ظاہری و باطنی دیکھ کر حضرت سید زین الدین
شیرازی بھی ۷۳۷ھ میں ان سے بیعت ہوئے۔

سید غلام علی آزاد بلگرامی (۱۲۰۰ھ) نے لکھا ہے کہ
در سنہ ستہ و ثلاثین و سبع مائۃ برفاقت مولانا رکن الدین عماد کاشانی مؤلف نفائس الانفاس
خدمت شیخ برہان الدین دریافت و دست ارادت داد۔

خواجہ عماد کاشانی رکن الدین کے چار بھائی تھے
خواجہ عماد الدین، خواجہ مجد الدین، خواجہ برہان الدین ~~خواجہ جلال الدین~~ تھے۔
یہ چاروں بھائی علم و فضل، صلاح و تقویٰ، زہد و پاکیزگی نفس سے پوری طرح آراستہ

اور پیراستہ تھے۔ افسوس ان کے سوانحی حالات ہمیں دستیاب نہیں ہیں۔

خواجہ عماد کاشانی کے تصانیف میں حصول الوصول، اسرار الطریقت اور احسن الاقوال کو زیادہ شہرت ملی۔ احسن الاقوال حضرت برہان الدین غریب کے ملفوظات ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اس کی فاضل مترجم ڈاکٹر بیگ فرحین بانو خلدآبادی صاحبہ اور اس اہم علمی کام کی محرک محترم بابرکت و شخصیت مکرمی جناب عبدالحمید عبدالمجید صاحب کو جنہوں نے اس کو اپنے دیباچے کے ساتھ ۲۰۱۳ء میں شائع کرا کر صاحبِ ملفوظ اور جامعِ ملفوظ اور اللہ و اللہ والوں کی بارگاہ میں اپنے کو سرخرو کیا۔

خواجہ مجدالدین کاشانی نے بھی غرائب الکرامات اور بقیۃ الغرائب کا اپنے حضرت شیخ کے کرامات و ملفوظات جمع کیے۔

خواجہ برہان الدین کاشانی اور ~~خواجہ جمال الدین کاشانی~~ کے سوانح اور آثار کا پتہ نہیں چلتا ہے لیکن یہ دونوں بزرگ بھی اپنے باقی تین بھائیوں کی طرح علم و فضل و کمال اور تصنیفی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

خواجہ رکن الدین دبیر عماد کاشانی کے علمی و تحقیقی کارناموں میں نفائس الانفاس ملفوظ حضرت برہان الدین غریب، اذکار المذکور، رموز الوالہین، رسالہ غریب اور شمائل الاتقیاء مشہور بھی ہوئے۔ وہ نہایت لائق و فائق بزرگ تھے اور بڑے قادر الکلام شاعر بھی۔

نفائس الانفاس کو انہوں نے اپنے شیخ حضرت غریب کی مجالس دکن رمضان المبارک ۷۳۲ھ سے ماہ صفر ۷۳۸ھ تک کے ملفوظات جمع فرمائے

جو فوائد الفواد کے طرز پر ہے ان کی وقعت و اہمیت مسلم الثبوت ہے۔ اس میں
حضرت سلطان المشائخ سے ان کے متعلق بعض ایسی اہم معلومات بھی ہیں جو دیگر ملفوظات
میں نہیں ہیں۔

نفائس الانفاس کا ایک خطی نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانہ میں ہے اور دوسرا نسخہ
مولوی عبد المجید صاحب کے توسط سے ڈاکٹر حافظ شبیب انور علوی صاحب استاد
شعبہ فارسی لکھنؤ یونیورسٹی کو حاصل ہوا تھا۔ انھوں نے ان دونوں کی روشنی میں
اس کا ایک نہایت سلیس و رواں اور بحمد اللہ دیانت دارانہ اردو ترجمہ کیا
جو موصوف کے مقدمہ کے ساتھ دوبارہ دیدہ زیب کتابت و طباعت کے ساتھ
۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔

شیخ عین الدین گنج العلم جنیدی بیجاپوری (۷۹۵ھ) جو حضرت بندہ نواز گیسو دراز
اور خواجہ حسین شیرازی کے استاد تھے۔ انھوں نے کتاب الانوار میں خواجہ رکن الدین
کاشانی کا تذکرہ کیا تھا مگر اب یہ کتاب بھی ناپید ہو چکی ہے۔

شمائل الاتقیا، اس کے فاضل مصنف نے اپنے شیخ کے حکم پر تصنیف کی تھی۔
اس کے مضامین، مطالب، مندرجات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تصوف
کے باب میں بڑی اہم و نادر کتاب بلکہ دائرۃ المعارف ہے۔ اس کے مطالعے سے اس کے مصنف کے
علمی تبحر، دقیقہ رسی، نکتہ سنجی اور ژرف نگاہی کا بار بار اعتراف کرنا پڑتا ہے،

کتاب کی تمہید کے بعد انھوں نے ان تمام کتابوں کی ایک مکمل فہرست دی ہے جن سے مشائخ الاتقیا کی تالیف میں مدد لی ہے۔ اس کی مثال ان کے معاصرین یا بعد کے علما و صوفیہ کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ جابجا انھوں نے ان اہم کتابوں کے اقتباسات دے کر [illegible] اپنے خیالات اور آرا کو منتقل کیا اور بیشتر مقامات پر قول محقق اور مولف راحت کے ملفوظات سے اپنے بے شمار اشعار درج کیے ہیں۔

اب سے تقریباً سو سال قبل ۱۳۴۷ھ کو یہ اہم تصنیف چار قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر مولوی سید عطا حسین صاحب نے نہایت دقت نظر اور محنت سے ترتیب دے کر نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن خاں شروانی علی گڑھی کی نگرانی میں اشرف پریس واقع حویلی قدیم حیدرآباد دکن سے شائع کی۔ جو بڑا اہم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے۔ بڑی تقطیع میں ۵۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ افسوس ہے کہ آج تک اس نہایت مفید و منفرد گراں قدر تصنیف کے تعارف کی طرف کسی بھی اہل علم اور صاحب قلم نے کوئی مضمون یا مقالہ قلم بند نہ کیا اور نہ ہی اس کی افادیت و اہمیت کو عام کرنے کی خاطر فارسی سے اردو میں اس کے کسی باب کو منتقل کیا۔

مشیت الٰہی جن علوم و معارف اور کتب و رسائل کو ایک عرصہ تک باقی رکھنا چاہتی ہے ان کو زمانہ کے بے رحم ہاتھوں سے محفوظ رکھتی ہے اور صدیوں سال بعد کسی صاحب ہمت و عزیمت کے ذریعہ ان کو منصہ شہود پر جلوہ گر کر دیتی ہے۔ ورنہ ان کے نام کتابوں کے صفحات کی زینت بنے رہتے ہیں۔ چوتھی صدی ہجری کے مشہور مورخ اور عالم و ادیب ابن الندیم کی الفہرست کے صفحات ان کی روشن مثال ہیں، کہ بیشتر کتب و رسائل اور علمی آثار کے ناموں سے ہی آج دنیا متعارف

ہندوستان کو بھی صرف تصوف و سلوک اور عرفان کے میدان میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ممکن ہے آج نہیں تو کل یہ قیمتی جواہر پارے بھی دراز صفحات سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان تو یہ ہے کہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔ جب وہ کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو ہو جا کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ شمائل الاتقیاء کا دکنی زبان میں ترجمہ میراں یعقوب نے ۱۰۶۸ھ میں کیا تھا مگر اب یہ بھی دستیاب نہیں ہے۔

اس کتاب (شمائل الاتقیاء) کی تالیف کے دوران ہی حضرت غریب نے ملک بقا کی طرف سفر فرمایا۔ فاضل مصنف نے ان کے وصال کے بعد بیانات کے بعد، شمائل الاتقیاء میں مندرج مضامین، حقائق و معارف، شریعت و طریقت اور حقیقت کے رموز و اسرار، مرشد برحق قدس سرہ کی فیض رساں پاک صحبت سے فیوض و برکات کی ارزانی وغیرہ کے ذکر کے بعد اس محققانہ اور عالمانہ تالیف کے مصادر و مراجع اور ماخذ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان ماخذ کی طویل اور مبسوط فہرست سے جہاں حضرت مؤلف موصوف کے علمی تبحر، تحقیق، دقت نظر اور کثرت مطالعہ کا علم ہوتا ہے وہیں اس دور کے علمی و تحقیقی رویوں اور ان تمام کتب و رسائل کی خلد آباد، دولت آباد اور میں موجودگی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ شمائل الاتقیاء اس دور کی تصنیفات و تالیفات کے درمیان اپنی منفرد شان اور شناخت کا بھی حامل ہے۔

وقت کی تنگی کے سبب کتاب کے مطالب و مضامین وغیرہ کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

شمائل الاتقیا کی زبان عالمانہ و منشیانہ ہے ۔ دیباچہ کہ فرماتے کہ:

در اثنائے تالیف این رسالہ خدمت شیخ صاحب زائل شد و روح مقدس آن به مقرب حق متمتع قربت ارجعی الی ربک راضیة مرضیة استماع کرد و بمبشر وصلت الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب مستبشر گردانید ۔ مؤلف راست ۔

حامی خلق بود به دنیا و آخرت ارواح و اولیا همه ملک را ثاب شد

اینجا غریب بود چو حق خواند سوئے خویش در عزم بہر قربت ایزد شتاب شد ۔

این ضعیف مدتے مدید عمر عزیز به مطالعه رسائل سالکان مدقق و مناظره کتب عاشقان برحق به مصرف می رسانید و حیات همینه به مصاحبت عارفان و به موانست محققان بسر می برد و قریب یک قرن گذشت و دقائق علم طریقت بر او به ظاهر و باطن حاوی می شد و عهدے طویل عجائب و حقائق اسرار حقیقت بسر د ----

یعنی پیر و مرلی شیخ و منبع خود سماع شده است درین رساله مکتوب و مسطور کند تا سیاحان بیدائے طریقت و سباحان دریائے حقیقت و طالبان و راغب محبت و عشق ربانی و خاطبان عرائس معرفت و قرب یزدانی و متعطشان آب حیات سکر و محو و متمنیان نعمت انس و محو را به تتبع و تفحص و مناظرهٔ و مطالعه چندان رسائل و کتب مطول احتیاج و افتقارے و اضطرارے روئے ندهد ۔ مؤلف راست

همه جواهر علم ظواهر ناسوت همه لآلی اسرار عالم ملکوت

همه لطائف سر و عجائب و همیا بے سر از اوصاف غیبی و جبروت

شده است درج درین درج معرفت یکجا که تا با آسمان یابند قربت لاهوت

کتاب ہٰذا کی سطر سطر اس کے فاضل مؤلف کی تحقیق و جستجو لدوحرم اور مشیاط کی گواہ ہے
مستند تفاسیر، احادیث نبویہ، ہتل سلمی، قشیری، کشاف زنجانی، مجاہد، حریری، مشارق
الانوار، مصابیح، جامع الاصول، شیخ ابو طالب مکی، امام غزالی، عین القضاۃ ہمدانی وغیرہ کے حوالوں
کے ساتھ خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ بن عباس، ائمہ کرام جعفر صادق، حضرت اویس قرنی جیسی مستند
اور مستند الیہ شخصیات کے اقوال پیش کئے ہیں۔
خداوند تعالیٰ کی ذات و صفات کے بیان میں جب قلم اٹھایا ہے تو انہوں نے امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر،
مسائل امام فخر الدین رازی، لطائف ہدایہ نیشاپوری، اصول الصفار، عقائد نسفی، تمہید ابو شکور
شیخ شہاب الدین سہروردی، فقہ و اصول فقہ نیز فتاوی اور انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بیان
میں وہ مستند کتابیں، مسند امام احمد بن حنبل، کنز الدقائق، فقیہ ابو اللیث سمرقندی، جامع
الصغیر، وجیز، خزانۃ الفقہ، عمدۃ الفقہ، شرح شریف، اصول شاشی، اصول حسامی،
اصول بزدوی، فتاوی کبری، فتاوی حجت، فتاوی تیسیر، کفایہ، ہدایہ، اصول وغیرہ
جیسی اہم تالیفات سے استفادہ کرتے ہوئے محاکمہ فرمایا ہے۔
جب ان کا اشہب قلم طریقت و حقیقت کے بیان میں رواں ہوتا ہے تو وہ اکابر صوفیہ، مشائخ
عظام اور علمائے راسخون کی کتب و رسائل سر النبی در عالم جمال و جلال، وخواص و نفائس
عصمت الانبیاء، حلیۃ الاولیاء، رحمۃ اسرار امام جعفر صادق، قوت القلوب، ختم الولایت،
توقان العارفین، عوارف المعارف، کشف المحجوب، کیمیائے سعادت، ترجمہ قشیری،
تذکرۃ الاصفیاء، المقصد الاسنیٰ، کنوز الجواہر امام غزالی، تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار،
تمہیدات، تنزیہ المکان، جاوید نامہ، رشد نامہ، زبدۃ الحقائق (عین القضاۃ ہمدانی کی پانچوں)
انیس الارواح، دلیل العارفین، فوائد السالکین، راحت القلوب، اسرار المتحیرین،
فوائد الفواد، نفائس الانفاس، عمدۃ الاسرار، کشف الاسرار، اسرار الابرار،
(سلطان ابو سعید ابو الخیر) مجمع الفوائد، مجمع الحقائق، معارف مولانا روم

حقیقی و مجازی خلافت کا اثبات ، خداوند تعالیٰ کی ولایت و دوستی ، پیغمبروں کے معجزات
اور اولیاء کی کرامات دونوں کا فرق ، مردوں اور عورتوں کی بیعت ، اس کا طریقہ ، اہمیت
و ناگزیری ، شیخ و حضرت حق تعالیٰ کے تئیں مرید کے آداب ، خوف خدا ، تصوف کی فضیلت
صوفیہ کے فضائل ، فقراء کے اوصاف ، تصوف و صوفی کی تعریف ، صاحبان شریعت و حقیقت
کی نماز اور عبادات ۔ کلام مجید کی تلاوت کی فضیلت ، اس کے معانی و مطالب اور لطائف
و مراتب ، صاحبان عشق و محبت اور معرفت و قربت کے قبلہ و کعبہ اور حج کی شناخت و
و فضائل ۔

صاحبان طریقت و حقیقت کے روزوں کی فضیلت ، ان کے علوم کے لطائف ، عشق اور ذوق
عشق و محبت کے انوار و عادات ، و فضائل ، شریعت ، طریقت ، حقیقت و معرفت کے درمیان
فرق ، اور ان کے مقام و مرتبہ اور مراتب و لطائف کا بیان ۔
عالم ناسوت ، ملکوت ، جبروت ، لاہوت کی تشریح اور مقامات ، اسرار و رموز
محبت و معرفت قرب و وصل الٰہی کے طالبین کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات
مقدسہ ، اعمال و اشغال کا تحمل و برداشت ، نفس کا محاسبہ اس کے ساتھ معاملات ، ناسوتی سلوک
یعنی سیران و طیران اور ملکی و جسمانی سلوک ، ظاہری و باطنی اسفار ، ان کے لطائف
و عجائب ۔ تنہائی گوشہ نشینی کے فضائل و برکات ، صحبت کے فوائد و نقصانات ،
تجرید و تفرید کے فضائل ان کے معانی ، دنیا کی حقیقت و کیفیت ، خاموشی اور کم بولنے
کی فضیلت ، نیند کی قسمیں ، اس کے لطائف و غرائب ، خطرات و ہواجس کے معانی
اور ان کی حقیقت ، ان کو دور کرنے کے فوائد ، خطرہ اور خواطر کا فرق ،
ہوشیاری و بے ہوشی ، قبض و بسط ، عبادت و عبودیت اور عبدیت و حریت کے مابین
فرق ، صدق و صفا ، خلوص ، جود و سخا و کرم اور بخشش و عطا کی فضیلت ، ایثار
و الفت کے درمیان فرق ،
خدائے تعالیٰ سے انس کے قہر و لطف کے اثرات ، خوف و امید ، علم الیقین ، عین الیقین

جیسی تحریروں سے حقائق و معارف اور رموز و نکات کو طشت از بام کرتا ہے

الغوث کے کتاب مذکور کے نام کے تعین کے سلسلے میں تحریرات متقدمین و متاخرین کے مختصر و طویل

رسائل و کتب کو اپنی اساس بنایا۔ ان میں مناجات لطف جلال و جمال۔ مناجات حضرت موسیٰ

بہ تقریر حضرت خضر، رسالہ خواجہ بایزید بسطامی، رسالہ غوث الاعظم، رسالہ امام غزالی اسرار اللہ

رسائل خواجہ عبد اللہ خفیف، خواجہ ابراہیم ادہم، خواجہ ہبیرہ البصری، خواجہ ممشاد، جنید بغدادی

ابوبکر شبلی، خواجہ معروف کرخی، شیخ ابرکہ، عین القضاۃ ہمدانی، حسین بن منصور حلاج،

خواجہ عبد اللہ انصاری، شیخ جرئیل، شرف الدین علی قلندر، خواجہ شمس الدین، محی الدین ابن عربی

مولانا قطب الدین، ~~رسالہ~~ خواجہ غریب برہان الحق والدین، ~~رسالہ~~ حمیدی سعیدی،

نخشبی وغیرہ ہیں ہے۔

اس کے علاوہ [illegible] سے زائد مشائخ کرام اور اکابر صوفیائے عظام کاملین اور محققین کے اقوال

جابجا ان کے حوالہ جات بطور سند رقم کیے گئے ہیں۔ ان میں حضرت خضر، فضیل بن عیاض،

بایزید بسطامی، جنید بغدادی، شبلی۔ مشائخ چشت، پیر ہرات، ابن عطا،

خواجہ احمد معشوق، شیخ علی جرجانی، خواجہ عبد اللہ سلطان خازن گنجینہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بھی شامل ہیں کہ یہ کتاب متقیوں اور پرہیزگاروں کے عادات و اطوار، خصائل و خصائص

کے تذکرہ پر مشتمل ہے جو حالات و واقعات کے ضمن میں آگئے ہیں ان بیانات پر مشتمل ہے۔

امید دارم تا این شمائل مقبول — بود قبول قلوب ہمہ عوام و خواص

چون نزد حق ہمہ مقبول ہست خواہش شیخ — شدہ قبول بہ برہان قول خاص الخاص۔

تقویٰ کے لغوی معنی اور شمائل الاتقیاء کی وجہ تسمیہ، توبہ و استغفار اور خداوند تعالیٰ کی جانب

رجوع کی فضیلتیں، ناپسندیدہ و پسندیدہ اعمال، رشد و ہدایت اور رہبر کا مقام و مرتبہ

شیخ کے مقامات و اوصاف، اور عادات و اطوار، خلافت کے معنی، اس کا شرعی

اور حق الیقین کے حقائق و دقائق، موت و زندگی اور سالکوں اور عارفین کے ظاہر و باطن
کی فنا و بقا کے فضائل۔ بندگانِ خدا پر حضرت حق تعالیٰ کی غیرت اور حق کے واسطے ان
کی غیرت، دعا کی تاثیر اس کی قبولیت کے شرائط، نعمتوں پر شکر کے فضائل، خوشنودی و رضائے
الٰہی کے فضائل اور ان کی حقیقت، دنیا و آخرت کے تمام معاملات کو ثابت قدمی کے فضائل۔
صاحبانِ حقیقت انبیاء اور مخصوص ترین اولیاء کے احوال، تلوین و تمکین کے حقائق، مومن اور مسلم
میں فرق، کفر کے اقسام، نفسِ انسانی کی مختلف اقسام، ان کی شناخت، تزکیہ کا
طریقہ، دل کی کیفیات، حقیقت، اوصاف، پہچان، بیماریاں، علاج معالجہ اور صاحبان
دل کے شمائل و اطوار، غور و فکر کے لطائف، مراقبہ، حضوری اور غیبت کا ذکر، دل اور روح
کے درمیان سیر کے اسرار اور دقائق کا بیان، روح کی قسمیں، اس کی ماہیت و اوصاف،
عقل کی قسمیں، عقلی، نظری، شہودی، سلبی و ثبوتی اور ذاتی علم معرفت کی اقسام،
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نفسِ زکیہ کے تخلیق کرنے کی سرشت، نفی و اثبات کا علم،
توحید، اتحاد کی قسمیں، احد، واحد، احدیت و واحدیت کے درمیان فرقِ عظیم، اس علمِ عظیم
کے لطائف و غرائب۔ میل، مودت، ولہ اور محبت کے معانی لطائف و غرائب
عشق کی اقسام، عشاق کے شمائل و عادات، معشوقِ حقیقی کی ان کے ساتھ معاملات، اور اس کے آثار
و علامات، حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیروی
گانے کے معنی، اچھی آواز کی فضیلت، سماع کی کیفیت، اس کے شرائط، وجد و وجود
یا سماع یا غزل کی اباحت اور جواز، دف، بانسری، مزمار اور دوسرے آلاتِ سماع
و تواجد اور حال کا بیان، رقص کا جواز، جلال و جمال کے رموز و اسرار، روحِ قدسی کی
کیفیت کو کپڑے پھاڑنے کا ذکر، تلوینِ انوار اور اس کی قسمیں،
و روحانی اور رحمانی کی تجلیات اور ان کے تغیرات، زمانی و مکانی اور غیبی
حجابات اس کی مختلف اقسام، ظاہری، باطنی، دنیاوی، اخروی
و ظلمانی و نورانی حجابات کی پہچان۔ استغراق اور عالمِ حیرت کا بیان۔

حضرت حق تعالیٰ کے انوار و صفات الٰہیت و الوہیت کے لطائف، صفات باری کے وصال و وصول اور اس کے انوار سے اتصال کے معانی اور واصلان حق کے شمائل کا ذکر بندہ کے ساتھ حضرت حق کی معیت اور اس کی معیت حضرت حق کے ساتھ، اس کے اسرار و رموز تمثیل، تمثال، تمثیل، تماثیل، تخیل کے معنی اور تمثل کے اسرار، ملاقات و دیدار کے معانی۔

حضرت حق تعالیٰ کی بے کیف و کم ذات کے اوصاف، ازل و آزال، ابد و آباد اور قائم امر کے دیگر لطائف و غرائب کا بیان،

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وجودی اور ذاتی اوصاف و کمالات، آپ کی بزرگی، دبدبہ، شان و الا تبار کا ایک مختصر بیان، عنصر محمدی کے مقدس انوار کا شروع حضرت حق تعالیٰ کے امت محمدی کے سلسلے میں عنایات اور الطاف و کرم نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم اطہر کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ۔

قسم چہارم :- حضرت آدم کی تخلیق ان کے اوصاف اور اولاد آدم کے فضائل نیز گناہ گار بندوں کے سلسلے میں حضرت غفار رحمن کی بے پناہ عنایتوں کا بیان، انسان کا مرتبہ و مقام، نہایت بخشنے والے رحم فرمانے والے اور بندوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والے خداوند تعالیٰ کی بے سبب عنایت و کرم کا گناہ گاروں کو امیدوں کے سلسلے میں موثر بیان۔

معزز سامعین اور حاضرین جلسہ۔ شمائل الاتقیاء کے مضامین سے اس کتاب کی اہمیت، افادیت اور افادیت کا اندازہ ہوا ہوگا کہ اس میں کیا کچھ نہیں ہے۔ کتاب کا ایک ایک بیان اور اس کی تشریح و وضاحت تفصیلی گفتگو کی متقاضی ہے۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار — گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

حضرات گرامی! ہم آپ کو اس وقت ذکر و تذکرہ کی محفل میں ہیں اس لیے مشائخ الاتقیا کا ایک مختصر پیراگراف ذکر کے فضائل پر سن لیجئے۔

قرآن مجید کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (سورۃ الانفال آیۃ ۴۵) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے رہا کرو تاکہ تم کامیاب و بامراد ہو۔ حدیث شریف ہے کہ تم مفردین کے پیشواؤں کی خدمت میں حاضر ہوا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مفردین کون ہیں؟ فرمایا وہ ہیں جو اللہ کے ذکر سے ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں۔ اس کی برکت سے ان کے گناہ ہلکے کر دیئے جائیں گے اور وہ قیامت کے روز ہلکے پھلکے حاضر ہوں گے۔ امام قشیری نے کہا ہے کہ حضرت جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی امت کو وہ نہ عطا فرمایا جو آپ کی امت کو عطا فرمایا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ عرض کیا فاذکرونی اذکرکم۔ تم میرا ذکر کرو (یاد کرو) میں تمہارا ذکر کروں گا۔ ذکر کرنے کے بڑے فوائد ہیں ایک تو جس کسی کے دل و جان پر ذکر اللہ ھو کا غلبہ ہو جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی معیت اور ہمنشینی کی دولت میسر ہو جاتی ہے۔ انا جلیس من ذکرنی۔ جو میرا ذکر کرتا ہے مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ساتھی اور ہم نشین ہوں۔

[illegible]

جب ذکر کرنے والا حقیقت ذکر تک پہنچ جاتا ہے تو حالت ذکر میں اس کے دانشوروں کو شہید سے زیادہ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ ذکر سے الٰہی جو خاصہ دل ہے ذکر روح یعنی روح تک پہنچتا ہے تو وہ اپنی ہستی اور وجود کو بھول جاتا ہے اور اس کو عالم فنا کہتے ہیں۔ اس کی کوئی بھی حرکت اور عمل نفسانی یا جسمانی نہیں رہتی بلکہ سب ربانی ہو جاتی ہیں کونوا ربانیین (ربانی ہو جاؤ) سورۃ آل عمران ۷۹ سے یہی مراد ہے۔ اور پھر اپنے سے فانی اور خدا سے باقی ہو جاتا ہے۔

گفتہ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
مطلق آن آواز خود از شہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود